"عقیدہ توحید"

سوال: توحید پر عالمانہ تبصرہ کرتے ہوئے اس کی اہمیت اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات واضح کیجئے۔ (2013ء)

۲. توحید کی تعریف کیجئے۔ اس کے معاشرے اور انفرادی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، وضاحت کیجئے۔ (2019ء)

start with the introduction of the question.

"عقیدہ توحید"

توحید کے لغوی معنی: توحید عربی زبان کے لفظ "احد" سے نکلا ہے جس کے لفظی معنی ایک کے ہیں۔ توحید کے لغوی معنی ایک ماننا، ایک ٹھہرانا، ایک جاننا اور بنانا کے ہیں۔

توحید کے اصطلاحی معنی: اللہ ﷻ کو ایک ماننا اس کی ذات میں، صفات میں، افعال میں اور اس کی عبادات میں۔

مفہوم توحید: توحید کا مفہوم یہ ہے کہ ایک ایسی ذات جو اپنی ذات، قدرت، صفات اور افعال میں یکتا ہے نہ اس جیسا کوئی تھا، نہ ہے اور نہ ہی کبھی ہوگا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا کوئی شریک اور ثانی نہیں۔ وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے تمام عبادات اور عقائد کا وہی حقدار ہے۔ پوری کائنات اس کی بادشاہت ہے اس کا کوئی ہم پلہ نہیں۔

توحید کے مفہوم کو دلائل قرآن سے ثابت کیا جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن کریم میں سورۂ اخلاص میں ارشاد کرتا ہے

قل ھو اللہ احد ۞ اللہ الصمد ۞ لم یلد و لم یولد ۞ و لم یکن لہ کفوا احد ۞

ترجمہ:-
"کہو اللہ یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا کیا گیا۔ اور اس کا کوئی ہمسر نہیں"

وجودِ باری تعالیٰ کے اثبات میں

دلائل: اللہ سبحانہ وہ ہستی ہے جو زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ اس میں الف لام تعریف کے لیے ہے اور یہ نام ابتدا ہی سے پروردگارِ عالم کے لیے خاص ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب جاہلیت میں بھی یہ اسم مفہوم کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ دین ابراہیمی کی جو باقیات عربوں کو وراثت میں ملی تھیں یہ لفظ بھی انہی میں سے ہے۔ اس حوالے سے قرآن کریم میں سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر (63) میں ارشادِ رب کریم ہے

ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتھا لیقولن اللہ

قل الحمد للہ بل اکثرھم لا یعقلون ۞ 63

ترجمہ: "اور اگر تم ان سے پوچھو گے کہ آسمان سے کس نے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے سے زمین کے مردہ ہو چکنے کے بعد اسے زندہ کر دیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ (اے نبی) کہو شکر اللہ ہی کے لیے ہے، لیکن ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔"

فطرتِ انسانی سے دلیل:

قرآن کریم بتاتا ہے کہ خدا کی ربوبیت کا اقرار ایک ایسی چیز ہے جو ازل ہی سے انسانی فطرت میں ودیعت کر دی گئی ہے۔ قرآن پاک کا بیان ہے کہ یہ معاملہ ایک عہد و میثاق کی صورت میں ہوا ہے۔ اس عہد کا ذکر قرآن ایک امر واقعہ کی صورت میں کرتا ہے۔ انسان کو اس دنیا کے خالق میں ایک امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے، اس لیے یہ واقعہ اس کی یادداشت سے محو کر دیا گیا ہے، لیکن اس کی حقیقت اس کے صفحہ دل میں نقش اور اس کا خانہ دماغ میں پیوست کر دی گئی ہے، اسے دنیا کی کوئی چیز بھی محو نہیں کر سکتی۔ چنانچہ جب انسان کو کچھ جہان کی حقیقت یاد دلائی جاتی ہے، تو وہ اپنے پروردگار کی طرف ایسے لپکتا ہے جیسے بچہ اپنی ماں کی طرف، اور اس یقین کے ساتھ لپکتا ہے جیسے کہ وہ پہلے ہی سے اسے جانتا تھا۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ خداوند کریم کا یہ اقرار اس

7-8 lines are enough for a single heading.

too lengthy description. ke

Type text here

کے فطری احتیاج کے تقاضے کا جواب تھا جو اس کے اندر ہی موجود تھا اور اس نے پروردگارِ عالم کو پالیا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ انسان کے باطن کی یہ شہادت ایسی قطعی ہے کہ جہاں تک خدا اور کریم کی ربوبیت کا تعلق ہے ہر شخص مجبور اس شہادت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ فطرت انسانی کے متعلق کئی مقامات پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ سورۃ الطارق آیات ۵-۷ میں ارشادِ گرامی ہے

فلینظر الانسان مم خلق ۵ خلق من ماء دافق ۵ یخرج من بین الصلب والترائب ۵

ترجمہ: پس انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

تخلیق ارض و سما سے دلیل:

اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کا خالق ہے۔ سوال یہ ہے کہ آسمان و زمین کی تخلیق میں حیرت انگیز قدرت کیسے پیدا ہو گئی؟ اس سوال کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود ہی انسان کے

سامنے رکھتے ہوئے سورۃ الطور آیت نمبر 36-35
میں ارشاد فرمایا۔

ام خلقوا من غیر شیءٍ ام ہم الخلقون ○ 35
ام خلقوا السموت والارض بل لا یوقنون ○ 36

ترجمہ: "کیا وہ آپ ہی آپ بن گئے یا وہی اپنے خالق ہیں۔ انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے (یہ کوئی ننھی بات نہیں) بلکہ ان کو یقین نہیں ہے"۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ دلیل:

انسان کا اس دنیا میں موجود ہونا در حقیقت خدا کی وحدانیت کی ایک ایسی دلیل ہے جس سے انکار نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا انسان کسی کے تخلیق کیے بغیر خود پیدا ہو گیا؟ یقیناً ذی شعور اور صاحب عقل یہی کہے گا کہ اس نے اپنے آپ کو خود پیدا نہیں کیا بلکہ کوئی نہ کوئی اس کا باپ ہے۔ اب اگر یہ سلسلہ لگاتار چلتا جائے تو سوال یہ ہوگا کہ سب سے پہلے انسان کو کس نے پیدا کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہوگا خدائے بزرگ و برتر نے۔ اسی دلیل کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دہریوں کی جماعت کے سامنے کچھ یوں پیش کیا کہ آج میں ایک دریا کے پاس کھڑا تھا دور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک درخت دریا میں گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

اور فوراً ہی ایک کشتی کی شکل اختیار
کرلی اور خود بخود دریا میں چلنے لگی جو
ایک صاحب عقل نے پُرزور طریقے سے اسے رد
کر دیا۔ اب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو
احسن انداز میں سمجھاتے ہوئے کہا کہ بس
کہ حضور والا! جب ایک چھوٹی سی
کشتی نا ہی خود بن سکتی ہے اور نہ
ہی چل سکتی ہے۔ تو پوری کائنات کیسے
خود بخود وجود میں آسکتی ہے۔ یقیناً
اس کائنات کو پیدا کرنے والا اور چلانے
والا رب کریم ہے۔

گردش لیل و نہار سے دلیل: یہ عالمِ کائنات
درخت، پہاڑ، سمندر، دریا، سورج، چاند، زمین و
آسمان، یہ اسباب و علل کا تسلسل، یہ کائنات
کا نظم، انسان کی اندرونی طاقتیں اور ان کی
باہمی ترتیب۔ یہ تمام اشیاء کسی خالق و
صانع (کسی بنانے والے) کے اعتراف پر مجبور کرتی
ہیں۔ قرآن کریم میں سورۃ آل عمران آیت
نمبر (190) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف
الیل والنہار لآیٰت لاولی الالباب ○ 190

ترجمہ:
"آسمان اور زمین کی پیدائش اور رات
اور دن کے بدلنے میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

single reference is enough for a single argument.

اللہ سبحانہ کی صفت ہر عیب سے پاک ہے۔
اس میں مستحکم نظم و نسق اس کے ایک ہونے
کی دلیل ہے۔ قرآن الکریم میں سورۃ الملک کی آیت نمبر
(۳) میں ارشاد گرامی ہے۔

الذی خلق سبع سماوات طباقا ما تری فی
خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر
ھل تری من فطور ۳

ترجمہ: جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر
دوسرا، تو نہیں نظر آئے گا رحمٰن کے بنانے میں
کوئی خلل، ذرا پھر نگاہ اٹھا کر دیکھ کیا کوئی
رخنہ دکھائی دیتا ہے۔

ایسا دعویٰ یقیناً ایسی ہستی ہی کر سکتی
ہے جو ایک ہو، مدبر ہو اور سب سے بڑھ کر منتظم ہو۔
ان آیاتِ مبارکہ میں تین طرح کے دلائل پیش کیے
گئے ہیں۔

1۔ قدرت کے عجائبات اور پھر ان کا ایک قانون
کے ماتحت ہونا۔
۲۔ عالم کائنات کا نظم و نسق اور اس کا
مرتب سلسلہ۔
۳۔ کائنات اور سلسلۂ عالم کی ہر کڑی
میں بے انتہا مصلحتوں کا ملحوظ رکھا جانا اور خامیوں
کا نہ ہونا۔

کائنات کے حسن انتظام کے حوالے سے

دلیل: پیشِ نظر آیاتِ مبارکہ ہیں اگر

ایک نظر ثانی ڈالی جائے تو حقیقت یہ واضح
ہوتا کہ ان میں شروع سے لے کر آخر تک
اس کائنات کے متقابل بلکہ متضاد اجزاء کو
باہم جوڑ دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ ان کا حیرت
انگیز اتحاد اور بے مثل ساز گاری کی طرف
اشارہ کیا گیا ہے جو ان کے اندر اس کائنات کی
مجموعی خدمت کے لیے پائی جاتی ہیں۔ آسمان
کے ساتھ زمین، سورج کے ساتھ چاند، کشتی
کے ساتھ دریا، ظاہر دیکھیے تو ایک دوسرے کی
ضدین کی نسبت رکھتے ہیں لیکن دوسری طرف
اس کائنات کی خانہ آبادی کے لیے آپس میں
زوجین کا سا ربط و اتصال بھی رکھتے ہیں۔
عالم کائنات کے مشاہدے سے یہ واضح ہے
کہ اس کائنات کو چلانے والا ایک علیم ہستی
کا مالک ہے اور رکھتا ہے اور ساتھ ہی عناصر کائنات
پر حاکم و مختار بھی ہے۔ اگر مزید غور کیا جائے
تو یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ دنیا آپ سے آپ
وجود میں نہیں آئی اور نہ ہی اس کے اندر جو توافق
ہے وہ آپ سے آپ ہوا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس
کے مختلف عناصر وہ ساز گاری کہاں سے پیدا
ہوتی جو اس کائنات کے ہر گوشے میں موجود
ہے۔ ان تمام دلائل کی صورت میں یہ یقین
سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کائنات کوئی اتفاق
نہیں بلکہ اسے ایک حکیم، دانا و قادر مطلق نے
اپنے خاص ارادے سے تخلیق کیا ہے۔

سامی اور غیر سامی مذاہب میں عقیدۂ توحید:-

وجود باری تعالیٰ کے چند دلائل خالص عقیدہ توحید کی طرف ~~زرتشت~~ آتے ہیں۔ پہلے مختصر اس طرف نظر ثانی ضروری ہے کہ سامی (الہامی) اور غیر سامی (غیر الہامی) مذاہب میں توحید سے متعلق کیا عقائد ملتے ہیں۔

زرتشت: ایران کے زرتشت مذہب کی تعلیمات میں دو خداؤں کا تصور ملتا ہے ایک خدائے خیر اور دوسرا خدائے شر۔ جب کہ فلسفہ منطق کے امام سمجھے جانے والے اہل یونان بے شمار دیوی دیوتاؤں کے پجاری تھے۔ مختلف مشغولیات مختلف دیوتاؤں کے سپرد تھی سمندر کے دیوتا کا نام پوسیڈن تھا اسلحہ سازی کے دیوتا کا نام ہیفاسٹس اور سورج کی حرکات کو اپالو سے منسوب کیا جاتا تھا۔

ہندومت: ہندوستان میں ہندو مذہب میں بھی بے شمار دیوی دیوتاؤں کو پوجا جاتا ہے ان کے ~~تین~~ یہاں تین دیوتاؤں کو بڑی اہمیت حاصل ہے

(۱) وشنو نظام شمسی کا عظیم دیوتا۔

(۲) شیوا جس کی تصویر کشی میں پانچ چہرے اور چار ہاتھ دکھائے جاتے ہیں

(۳) برہما ہندوؤں کے نزدیک کائنات کا خالق ہے۔

بدھ مت: اس مذہب کے آغاز میں اگرچہ توحید کا تصور ملتا ہے مگر بعد ازاں وہ بھی گدلا ہو گیا۔

علاوہ ازیں چینی مذاہب کنفیوشزم اور تاؤ ازم میں بھی توحید کا خالص تصور رائج نہ تھا۔

سامی مذاہب: سامی مذاہب کے تحت دو بڑے مذاہب یہودیت اور عیسائیت اسلام سے پہلے دنیا میں موجود تھے اور اب بھی دنیا میں پیش تر آبادی میں ان کی پیروی کی جاتی ہے۔

یہودیت: یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔

عیسائیت: عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔

قرآن کریم نے خود اللہ عزوجل نے اس کی وضاحت دی سورۃ التوبہ آیت نمبر (30)

وقالت الیہود عزیر ابن اللہ و قالت النصری المسیح ابن اللہ (30)

ترجمہ: یہودیوں نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور مسیحیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔

اسی طرح عیسائی تثلیث کے بھی قائل ہیں۔ ان تمام مذاہب نے انسانیت پر بہت ہی منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔

"اسلام کا تصورِ توحید"

اسلام نے تمام باطل تصورات کا قلع قمع کیا
اور خالص اور صاف شفاف عقیدۂ توحید
پیش کیا جس میں کسی قسم کی کجی اور شبہ
نہیں ہے۔
اس عقیدے کو واضح انداز میں سورۃ الاخلاص میں
پیش کیا گیا ہے۔

قل ھو اللہ احد ۝ اللہ الصمد ۝ لم یلد
ولم یولد ۝ ولم یکن لہ کفوا احد ۝

ترجمہ: "کہو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس
سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ وہ پیدا کیا گیا
اس کا کوئی ہمسر نہیں"

قرآن کریم نے ایک دوسرے مقام پر خالق ارض و

too lengthy description.

سبحانہ نے اپنی ذات و صفات کے حوالے سے ایسی
خوبصورت آیات مبارکہ نازل فرمائی جس
کے بعد عقیدہ توحید میں کوئی ابہام نہیں۔ جیسے آیت الکرسی
سورۃ البقرہ آیت نمبر (255)
کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ
سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموت وما
فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ
الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم
ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء
وسع کرسیہ السموت والارض ولا
یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم ○ 255

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ
ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ سارے عالم کو اپنی
تدبیر سے قائم رکھنے والا ہے۔ نہ اس کو اونگھ آتی
ہے اور نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو
کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ کون ایسا
ہے جو اس کے حضور اس کے اذن کے بغیر سفارش
کرے۔ جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہو رہا ہے یا ہو
چکا ہے یا ہونے والا ہے وہ سب جانتا ہے اور
وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا بھی
احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ
چاہے۔ اس کی کرسی (اقتدار) تمام آسمانوں
اور زمین پر محیط ہے اور اس پر ان دونوں
(یعنی آسمان اور زمین) کی حفاظت کر

too lengthy description. keep it brief. 5-8 lines are

کر دشوار نہیں۔ وہی سب سے بلند دبدبہ بڑی عظمت والا ہے۔ (سبا ۲۳)

اگرچہ قرآن مجید کی بیشتر آیت مبارکہ اس مضمون کو ثابت کرتی مگر مذکورہ آیت سے مختصرہ توحید کی وضاحت کی گئی ہے۔ ساتھ ہی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

وہ مالک کل ہے، کائنات اس کی ہے،
جو ختم نہ ہو کبھی وہ بات اس کی ہے۔

"توحید کی فضیلت"

توحید کی فضیلت بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک۔ لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین ۵

ترجمہ: اور بے شک تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ اے سننے والے (مخاطب) اگر تو نے شرک کیا تو ضرور تیرا سب عمل برباد ہو جائے گا اور ضرور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

(سورۃ الزمر: ۶۵)

عقیدہ توحید کی فضیلت کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کے عذاب کو حرام کر دیتا ہے۔"

(روایت صحیح بخاری و مسلم)

عقیدہ توحید کے انفرادی زندگی پر اثرات :-

محبت الٰہی: عقیدہ توحید کی وجہ سے جہاں انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرتا وہی انسان خالق ارض و سما سے بھی بڑھ چڑھ کر محبت کرتا ہے۔ اللہ رب العزت خالق ارض و سما سے محبت کا تذکرہ قرآن مجید میں سورۃ البقرہ آیت (165) میں کرتا ہے۔

والذین امنو اشد حبا للہ 165

ترجمہ: "ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ سے کرتے ہیں"

بقول اقبال بندے اور اس کے رب کا تعلق کچھ یوں ہے

too lengthy description. keep it brief.

خودی کا سرِ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

آزادی اور حریت: انسانی زندگی پر اس عقیدے کا ایسا مضبوط اثر پڑتا ہے کہ انسان آزادی و حریت کے اس مقام کو پاتا ہے جس کا وہ اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے مستحق ہے۔ تمام عالم کائنات انسان کے لیے ہے پس اگر جب وہ حقیقی عقیدہ توحید کا قائل ہو اور اللہ رب العزت کو دل و جان سے زیادہ چاہنے والا اور ماننے والا ہو۔ بقول اقبال

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اعلیٰ نصب العین: ایمان باللہ 1914 عقیدہ توحید کا انسانی زندگی پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ ہر شے کو اللہ عزوجل کی سلطنت کا حصہ سمجھتا ہے۔ اور کائنات میں اپنا نصب العین اپنے نفس کی خواہشات کے لیے نہیں بلکہ اللہ رب العزت کے لیے رکھتا ہے۔ دوستی یا دشمنی اپنے نفس کے مقصد سے نہیں بلکہ اللہ کریم کے لیے کرتا ہے۔

خودداری و عزت نفس:

اللہ تعالیٰ پر ایمان انسان کو پستی اور ذلت سے اٹھا کر خودی اور عزت نفس کے بلند ترین درجے پر بٹھا دیتا ہے۔ جب تک انسان کا اپنے مالک حقیقی سے واسطہ نہیں تھا تب تک وہ مظاہر فطرت سے بھی ڈرتا تھا مگر جب اس نے اپنے خالق حقیقی کو پہچان لیا تو سب موجودات اس کے آگے حقیر ہو گئے
بقول علامہ محمد اقبال

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

عجز و انکسار:

عقیدہ توحید پر ایمان انسان کو متکبر و مغرور نہیں بناتا بلکہ عجز و انکساری اس کی فطرت کی ایک صفات ہوتی ہیں۔ اور وہ یہ اچھے سے جانتا ہے کہ اللہ کریم کو عجز و انکساری پسند ہے۔ یہی عجز و انکساری بندے اور رب کے تعلق کو مزید مضبوط اور پختہ بناتی ہے۔ بقول علامہ اقبال

؎ خودی ہو علم سے محکم تو غیرت جبرائیل
ہو اگر عشق سے محکم تو صور اسرافیل

غلط توقعات کا ابطال: یہ حقیقت ہے کہ انسانی فطرت میں عبادت کا تقاضا ہے۔ پس ایمان باللہ سے محروم شخص اگر اللہ رب العزت کی عبادت نہ کرے تو وہ دل ضرور پر اپنی ذات کو یا کسی چیز کو پوجنے لگتا ہے مگر اللہ کریم پر ایمان خود بخود اسے تمام جھوٹے خداؤں بشمول نفس اور دیگر باطل بھروسوں کا خاتمہ کر دیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ارءیت من اتخذ الٰہہ ھوٰہ ۝ 43

ترجمہ: "کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنالیا ہے۔"

(سورۃ الفرقان: 43)

صبر و توکل: ایمان باللہ اور توحید انسان میں خاص صبر و توکل پیدا کرتی ہے۔ وہ دنیا کے مصائب کا مقابلہ بھی کے ساتھ سامنا کرتا ہے اور رب اللہ پر یقین رکھتا ہے۔

ان اللہ مع الصٰبرین ۝

ترجمہ: "بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(سورۃ البقرۃ: 153)

اور توکل کے بارے میں سورۃ آل عمران آیت نمبر (122) میں خداوند کریم کا ارشاد گرامی ہے:

وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۝

ترجمہ: "اور مومنوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔"

بقول شاعر

سب سے عزیز ہو جو چیز اس کو چھوڑ کر تعلق دیکھو
ہر چیز سے توڑ کر تعلق دیکھو
اٹھ جائے گا دل سے ما سوی اللہ کا خوف
اللہ سے جوڑ کر تعلق دیکھو

شجاعت و استقامت: انسان کو دو چیزیں بزدل بناتی ہیں ایک محبت جو وہ اپنے مال، جان اور اہل و عیال سے کرتا اور دوسرا خوف جو ان چیزوں کو کھونے کا ہوتا ہے جو وہ کسی استعمال میں رکھتا ہے۔ عقیدہ توحید انسان میں سے ان دونوں کو ختم کر کے محبت اور خوف اللہ سبحانہ تعالیٰ کی محبت ڈالتا ہے اور خوف بھی اس کا قائم کرتا ہے اللہ سے محبت کامل ایمان کی پختگی کا ثبوت ہے۔ قرآن کریم میں سورۃ البقرۃ آیت نمبر 165 میں ارشاد ہوا

والذین امنو اشد حبا للہ ۞

ترجمہ: جو ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ سے کرتے ہیں۔

اصلاح اخلاق: توحید سے انسان میں احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ جس سے انسان میں پاکیزگی اور اعمال میں پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے۔ افراد کے باہمی معاملات درست ہوتے ہیں جس سے ایک صالح اور منظم معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

too lengthy description.

عقیدۂ توحید کے اجتماعی زندگی پر اثرات۔

اخوت اور مساوات: توحید ابناءِ آدم کو اخوت اور مساوات کا درس دیتی ہے کہ خدا ایک ہے یعنی ایک خدا نے آدم اور حوا کو بنایا۔ سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ سب ایک رشتۂ اخوت باہم منسلک ہیں۔ اور سب بحیثیت انسان مساوی ہیں کسی بھی وجہ سے دوسرے پر برتری نہیں۔

add references/examples against your arguments.

عالمگیر معاشرہ: عقیدۂ توحید سے عالمگیر معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ اگر دنیا بھر کے تمام انسان ایک خدا پر ایمان لے آئیں تو مختلف وجوہات کی بنا پر قائم ہونے والی موجودہ گروہ بندی ختم ہو سکتی ہے۔

عالمی امن: عالمی امن کی خواہش موجودہ دور کے انسان کی سب سے بڑی خواہش ہے اگر دنیا بھر کے انسان اگر توحید پر ایمان لے آئیں اگر اخوت و مساوات کا ماحول پیدا کر لیں تو عالمی امن کی خواہش پوری ہو سکتی ہے۔

وحدتِ انسانی: خدا کی وحدت سے بنی نوع انسان کی وحدت پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ

خداؤں کی کثرت سے بنی نوع انسان میں
تفریق اور انتشار پیدا ہوتا ہے۔ متعدد
اور مختلف خداؤں پر ایمان رکھنے اور
ان کی پرستش کرنے سے انسان میں انتشار
کی پیدا ہوتا ہے اور گروہ بندی ہوتی ہے۔

حرفِ آخر: مختصر یہ کہ عقیدہ توحید
کا لفظ دیکھنے میں تو ذرا سا ہے مگر اس کے
مفہوم میں بے حد گیرائی اور وسعت
پائی جاتی ہے۔ اور اگر مختصراً عقیدہ توحید
کو بیان کیا جائے تو کچھ یوں ہوگا کہ مولانا
محمد علی جوہر نے شرک دیکھ توحید کی مختصر
تعریف اس شعر میں کی ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

09/20

the aanswer is too lengthy and will affect your time management.

shorten it. the first part of the answer is not required.

improve the structure and the paper presentation.